84306 ـ معاشرتی طور پر اپنے سے بلند درجه والی عورت سے شادی کرنا

سوال

میں الحمد لله ایك مسلمان نوجوان ہوں، اور ایك ایسی مسلمان بہن سے شادی کر کے اپنی عفت و عصمت محفوظ رکھنا چاہتا ہوں جو معاشرتی طور پر مجھ سے اوپر ہے، اس میں شریعت کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

اگر آدمی شادی کے اخراجات اور فوری طور پر مہر کی ادائیگی کرنے پر قادر ہو اور اسی طرح بیوی اور گھر کے اخراجات پورے کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تووہ جمہور کے قول کے مطابق اس عورت کا کفو یعنی برابر کا رشتہ ہے جو مالداری کو برابری ہونے میں شرط لگاتے ہیں مثلا حنفیہ اور حنابلہ اور جو اسے شرط نہیں قرار دیتے مثلا مالکیہ اور شافعیہ.

لیکن یہ شرط لگانا کہ خاوند بھی بیوی کے برابر کا مالدار ہو یعنی اگر بیوی مالدار ہے تو خاوند بھی اسی طرح مالدار ہونا چاہیے یہ قول مرجوح ہے راجح نہیں بعض فقہاء یہی کہتے ہیں بلکہ دلیل کہ اعتبار سے راجح یہی ہے کہ کفو و برابری صرف دین میں ہے اس کے علاوہ نہیں جیسا کہ امام مالك کا مسلك ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نکاح میں کفاۃ یعنی برابری اور کفو کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بارہ میں فصل "

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو ہم نے تم سب کو ایك ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایك دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیك تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے الحجرات (13).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں الحجرات (10).

اور ایك مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایك دوسرے كے دوست و معاون ہیں التوبۃ (71).

اور نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" كسی عربی كو عجمی (غیر عربی) پر كوئی فضیلت نہیں، اور نہ ہی كسی عجمی كو عربی پر كوئی فضیلت حاصل ہے، اور نہ كسی سفید رنگ والے كو كسی سیاہ رنگ والے پر اور نہ كسی سیاہ رنگ والے كو سفید رنگ والے پر كوئی فضیلت حاصل ہے، مگر تقوی اور پرہیزگاری كے ساتھ، سب لوگ آدم كی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3270) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث كو حسن قرار دیا ہے.

اور ترمذی میں ہی نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا یہ بھی فرمان ہے:

" جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس كا دین اور ا سكا اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس كا نكاح كر دو، اگر ایسا نہیں كرو گے تو زمین میں بہت بڑا فساد ہو گا.

صحابہ كرام نے عرض كیا: اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر اس میں كچھ ہو ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس كا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو اس كا نكاح كردو، یہ تین بار فرمایا"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1058) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے.

اور بنو بیاضہ كو نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

" ابو ہند كا نكاح كر دو، اور اس كے خاندان میں نكاح كرو "

اور یہ شخص حجام تھا.

اور پھر نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا جو ایك قریشی خاتون تھیں كا نكاح غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہا كے ساتھ كیا تھا، اور فاطمہ بنت قیس فہریہ رضی اللہ تعالی عنہا جو قریشی خاتون تھیں كا نكاح اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہا سے كیا، اور بلال بن رباح رضی اللہ تعالی عنہ كا نكاح عبد الرحمن بن

عوف رضی اللہ تعالی عنہ کی بہن سے ہوا تھا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں النور (26).

اور ایك دوسرے مقام پر فرمان باری تعالی اس طرح ہے:

تم ان عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں اچھی لگتی ہیں النساء (3).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو یہی تقاضا کرتا ہے کہ اصل میں مکمل طور پر کفو میں دین کا ہی اعتبار کرنا چاہیے، لہذا نہ تو کوئی مسلمان شخص کسی کافرہ عورت سے شادی کرے اور نہ ہی کوئی عفت و عصمت کی مالك عورت کسی فاجر مرد سے شادی کرے، کفو میں قرآن و سنت نے اس کے علاوہ کوئی اور معاملہ معتبر شمار نہیں کیا.

کیونکہ مسلمان عورت کے لیے کسی زانی اور خبیث شخص سے نکاح کرنا حرام ہے، اور نہ ہی اس نے کسی نسب اور فن و مہارت کا اعتبار کیا ہے، اور نہ غنی و مالدار اور آزادی کا، اس لیے غلام کے لیے نسب والی اور مالدار آزاد عورت سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خود عفت و عصمت والا اور مسلمان ہو.

اور غیر قریشی کا قریشی عورت سے نکاح بھی جائز ہے اور اسی طرح ہاشمی خاندان کی عورت سے کسی غیر ہاشمی مرد کا نکاح بھی جائز ہے، اور اسی طرح فقراء قسم کے اشخاص کا غنی و مالدار عورتوں سے نکاح بھی جائز ہے ".

کفو و برابری کے اوصاف میں فقہاء کرام کا تنازع پایا جاتا ہے، امام مالك رحمہ اللہ کا ظاہر مسلك تو یہی ہے کہ یہ دین ہے اور ایك روایت میں تین اشیاء میں کفو ہونا چاہیے یعنی دین اور آزادی اور عیوب سے سلامت ہونا " انتہی مختصرا

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 144) اور المغنی ابن قدامہ (7 / 27) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (34 / 271).

دوم:

معاشرتی درجہ سے مراد نسب نامہ یا مالداری یا تعلیم یا فن یا ملازمت یا پھر یہ سب اشیاء مراد لی جاتی ہیں.

جس شخص کا دین اور اخلاق پسند ہو وہ عورت کے لیے کفو شمار ہوتا ہے چاہیے اس کا معاشرتی درجہ کیسا بھی ہو، راجح یہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، اور اصل اور شرعی حکم بھی یہی ہے.

لیکن جس شخص کا رشتہ آئے اس کے حال کو دیکھنا اور غور کرنا باقی ہے، اور آیا جو اس سے درجہ میں اونچا ہے اس سے شادی کرنا مناسب ہے یا نہیں ؟

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ اگر ان میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہو جو ہم ذکر کر چکے کہ نسب اور مالداری اور تعلیم اور ملازمت وغیرہ میں بہت زیادہ فرق ہو تو ہم یہی نصیحت کرتے ہیں کہ اس سے شادی نہ کی جائے؛ کیونکہ غالبا عورت یا اس کے خاندان والوں کی جانب سے اسے مشکلات پیدا ہونگی، اور ہو سکتا ہی زندگی بسر کرنے کے اسلوب میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے، اور امور و معاملات سے نپٹنے میں اختلاف پیدا ہونا خاوند اور بیوی کے مابین نفرت پیدا ہونے کے اسباب میں شامل ہوتا ہے، باقی علم تو اللہ کے پاس ہے.

لیکن اگر معمولی سا فرق ہو، یا پھر ایک جانب میں نقص ہو اور کسی دوسرے اعتبار سے اس کو پورا کیا جا سکتا ہو تو اس صورت میں شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں، مثلا آدمی مالدار نہ ہو بلکہ فقیر ہو لیکن اس کے پاس اعلی ڈگریاں موجود ہو یا پھر وہ کسی اہم عہدہ اور ملازمت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو، یا پھر کسی اعلی خاندان سے تعلق رکھتا ہو، وغیرہ .

اور کچھ ایسے حالات ہوتے ہیں جس میں عورت اور اس کے خاندان والے استقامت و اصلاح پسند ہوتے ہیں جس سے وہ مادی اور مالی امور میں صرف نظر کرتے ہیں اور لوگوں کو اس نظر سے نہیں دیکھتے، اور ان کی رغبت اور خواہش ہوتی ہے کہ کسی علم رکھنے والے نیک و صالح شخص وغیرہ سے لڑکی کی شادی کی جائے چاہے وہ مالدار نہ بھی ہو، اگرچہ ۔ خاوند کے حق میں ۔ بہتر یہی ہے کہ وہ ان اشیاء میں کفو ہو جو اشیاء معتبر ہوتی ہیں.

بہر حال اس مسئلہ میں نصیحت بڑی باریک بینی کے بعد اور فریقین یعنی لڑکے اور لڑکی دونوں کی معلومات ہونے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے، اور ان کے خاندان کے متعلق بھی مکمل معلومات ہوں تو ہی بہتر مشورہ دیا جا سکتا ہے، لہذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے معاشرے اور محلہ میں رہنے والے ثقہ اور معتبر اشخاص سے مشورہ کریں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحیح اختیار کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .